قیمت سالانہ ۳ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء | نمبر ۲۹

گلدستہ اخبار

چلین میں جرمن کے خلاف بڑا جوش پھیل رہا ہے

چین کے شہنشاہ سابق کی بابت چین میں عام خیال یہ ہے کہ جرمن نے اسکو رشوت دیکر برپا کیا تھا

فیلڈ مارشل ہیگ کو بادشاہ کی طرف سے نائٹ آف دی تھسل کا خطاب عطا کیا گیا ہے

دھلی میں اس ہفتہ کے اندر جو ۳۰ جون کو ختم ہوا ۲۲۳ پیدائش اور ۱۰۸ اموات ہوئیں

ملک معظم نے حال کے معائنہ محاذ غربی میں جنرل پٹین کو جی۔سی۔بی اور جنرل فرنچیٹ ڈسی اسپرے کو جی۔سی۔ایم۔جی کے خطاب عطا کئے۔

مانسون کا رخ شمال کیطرف بڑھتا جا رہا ہے۔ مگر رفتار ابھی کم ہے۔

بارش عنقریب ہندوستان کے تمام حصص میں عام ہے۔

دھرہ دون میں ایک انچ اور منصوری میں تین انچ بارش ہوئی۔

گجرات اور شمالی پنجاب میں مزید بارش کی توقع کیجاتی ہے۔

لودھیانہ میں یکم مئی سے ۱۸ جولائی تک ۱۲ء۱۲ انچ بارش ہوئی۔

ڈاکٹر میکائیلس جرمن کا نیا چانسلر مقرر ہوا ہے اور یہی فارن سیکرٹری بھی ہوگا۔

پیٹروگراڈ کے فوجی سپاہیوں نے ۱۵ اگست کو سٹاکہالم میں ایک انٹرنیشنل سوشلسٹ کانفرنس فراہم کرنے کا انتظام کیا ہے۔

مدراس میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں ایک ٹیوبرکیولوسس انسٹیٹیوٹ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

دو لاکھ ۱۵ ہزار روپیہ فراہم ہوگیا ہے۔

۱۱ جولائی تک ڈاکخانجات میں اور نقد قرضہ میں ۹۲،۰۶،۸۷۶،۴۴ روپیہ وصول ہوا۔

برھما نے جنگی قرضہ میں ۲½ کروڑ روپیہ دیا ہے۔

رسالدار میجر محمد عثمان خان بہادر لودیانہ میونسپلٹی کے ممبر مقرر ہوگئے ہیں۔

دھولپور کے مہاراج رانا نے حضور لیڈی چیمسفورڈ کو ۷ ہزار روپیہ عطیہ دیا ہے تاکہ کسی خیراتی کام میں لگایا جاوے۔

یہ رقم غالباً ریڈ کراس کی امداد میں صرف کیا جائے گا۔

دھلی میونسپلٹی کے متعلق بذریعہ ٹیکس گزشتہ سال ۱۹۲۳۰۸۲ اور امسال ۷۹۸۹۶۰ روپیہ وصول ہوا۔

ایک امریکن آبدوز کشتی ساز نے ایک ایسی آبدوز کشتی بہت جلد تیار کرنیکا اشتہار دیا ہے جو جرمن زیر غوطہ سے بیس گنا بڑا قد و قامت میں ہوگا۔

تار برقیات

جرمن کا نیا چانسلر

لنڈن ۱۴ جولائی۔ ایمسٹرڈم۔ برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ ولیعہد نے پولیٹکل حالات کی بابت پارٹی لیڈروں کیساتھ علیحدہ مشورہ کیا۔

لنڈن ۱۵ جولائی بیسل سے ایک تار مظہر ہے کہ ڈاکٹر میکائیلس فارن سکرٹری بھی ہوگا

لنڈن ۱۶ جولائی۔ ڈاکٹر میکائیلس کی تقرری پر جرمن پریس کی مختلف رائیں ہیں۔ چنانچہ برلینر ٹیگبلیٹ شکایت کرتا ہے۔ کہ ڈاکٹر میکائیلس بلا مشورہ پارلیمنٹ مقرر ہوا ہے۔ کالنشے والکز ٹیٹنگ کہتا ہے کہ دو سال سے جرمن باشندے ایک طاقتور آدمی کی آرزو کر رہے تھے۔ اور ڈاکٹر میکائیلس صاحب ارادہ شخص ہے۔ ٹیگلیشے رنڈشاؤ کی رائے ہے کہ ڈاکٹر میکائیلس غیر معمولی طاقت کا آدمی ہے۔ مثل ہنڈنبرگ اور لوڈنڈرف کے۔ جبکہ پروفیسر تھیوڈور والف برلینر ٹیگبلیٹ میں لکھتا ہوا کہتا ہے۔ کہ غالباً صلح کی امکانات کو شاید ہی بڑہا ہو۔ فرینک فرٹر اخبار کہتا ہے کہ ڈاکٹر میکائیلس کا تقرر نہایت ہی حیران کرنے والا ہے۔ اسکا نام ایسے اعلیٰ عہدہ کے لئے کبھی بھی سنجیدگی سے لیا نہیں گیا۔ وہ اوسط درجہ کے لوگوں میں سے سب سے پہلا چانسلر ہے اور اپنے صحیح معنوں میں خالص پرشین ہے ابھی معلوم نہیں کہ وہ کس قسم کا مدبر ہوگا۔

اگر وہ کامیاب ہوا تو وہ پارلیمنٹ میں پرشین کے ساتھ ملکر کام کریگا۔

روسی جارحانہ حملے۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ ایک روسی بے تار کا سرکاری مراسلہ مظہر ہے کہ ہم نے کالوز کے جنوب مغرب کے اُن متعدد حملوں کو دابروودینی لوڈیکا محاذ پر کئے گئے تھے۔ پسپا کر دیا۔ ۱۶ افسر اور ۶۰۰ آدمی پکڑ لئے علاقہ لوڈرنیانی میں جو مسلسل سخت حملے دشمن کر رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے آسٹرین کو اُن کے مورچوں سے نکال دیا۔ اور ایک ہزار آدمی اور توپوں کی ایک تعداد گرفتار کر لی۔ دشمن نجیمسکو کے نزدیک دریا سے عبور کر کے اور ہم کو دریائے سوہنیکا کے دہنے کنارہ سے پیچھے ہٹا دینے کی کوشش کرتے ہوئے رونیکا پر حملے کر رہا ہے۔

کثرت بارش سے جو دریائے لومنیکا اور ڈنا سٹر طغیانی میں آگئے ہیں اُن سے گرد نواح تک برباد ہو رہا ہے۔ دشمن طغیانیوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ روم کا ایک تار مظہر ہے کہ ۱۹۱۴ء کی مثل گلیشیا کے باشندے وہاں سے بھاگے جا رہے ہیں۔ اور آسٹریا کے وسط میں آباد ہو رہے ہیں۔ ڈولینیا اور سٹرج نامی اسٹیشن چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۵ جولائی پیٹروگراڈ۔ جرمنوں نے مسلح ٹرین اور موٹر کاروں کی امداد کے ساتھ ۱۱ جولائی کو کالوز پر سخت حملہ کیا۔ اور شہر پر دوبارہ قابض ہوگئے مگر ہم نے اُن پر بالمقابل حملہ کر کے اور ان کو اُن کے گھروں ہی میں سنگینوں کے ساتھ لڑائی کر کے وہاں سے نکال دیا۔ اب کی روس کو جہت کم قیدی ہاتھ لگے کیونکہ جرمن پھٹ جانے والی گولیاں استعمال کرتے تھے۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ ایک روسی بے تار کا مراسلہ مظہر ہے کہ سکیو کی حاسن محاذ پر جو ہم نے ذوان کی سمت میں دشمن پر جارحانہ حملہ کیا تھا۔ اس سے دشمن کو عرش اور روسی دریا تک پیچھے ہٹا دیا ہم نے برنش کے شمالی علاقہ میں اور جھیل وان کی جنوبی سمت کی بلندیوں سے نکال دیا۔ ہم نے باسفورس میں دو ترکی جہازوں کو آبدوز کشتی سے غرق کر دیا

لنڈن ۱۵ جولائی سٹاکہالم۔ پیٹروگراڈ کے فوجی سپاہیوں نے ۱۵ اگست کو سٹاکہالم پر ایک انٹرنیشنل سوشیالسٹ کانفرنس فراہم کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔

شامپین میں فتوحات۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ اس سہ پہر کا فرانسیسی مراسلہ راوی ہے کہ جرمنوں نے کل شام کے وقت قرنی کے مغربی مضافات میں فرانسیسیوں پر حملہ کیا۔ رات بھر سخت جنگ ہوتی رہی اور یکے بعد دیگرے آگے بڑھتے اور پیچھے ہٹتے رہے۔

اگرچہ دشمن نے ہر ممکن وسائل لڑائی میں استعمال کئے تو بھی اُن خندقوں کو قابو میں نہ رکھ سکے جن میں وہ گھس آئے تھے۔ اور پانچ لسو فرگ کے محاذ پر صرف پہلی قطار پر قابض ہو گئے تھے بڑی بھاری توپ خانہ کی تیاری کے بعد ہماری افواج نے کل شام کے وقت شامپین میں دو جگہوں پر حملہ کیا۔ اور مونٹ باؤٹ کے شمال میں اور ٹیٹن کے ڈھلوانوں پر اپنے تمام مضافات حاصل کر لئے۔ اور آٹھ سو میٹر طولانی اور ۳۰۰ میٹر عمیق محاذ پر ہم نے بڑی بھاری زور لگائی۔ مسلسل بالمقابل حملوں میں دست بدست لڑائی کے بعد دشمن کو بھاری نقصان کیساتھ شکست دی۔

ایڈیٹوریل نوٹس

"روح کو مت بجھاؤ"

یہاں روح القدس کو آگ سے تشبیہ دیا گیا ہے اور فرمان ہے کہ اُس کی تحریک اور عمل کو ضایع مت ہونے دو۔ لیکن یہ نصیحت استعارہ میں دی گئی ہے تاکہ اُس میں زور اور قدرت زیادہ ہو۔ سو جاننا چاہئے کہ حقیقت سے مراد علم بیان میں وہ کلمہ ہے جو موضوع لہ کے معنی میں مستعمل ہو۔ اور مجاز وہ کلمہ ہے جو غیر معنی موضوع لہ کے لئے مستعمل ہو حقیقت کی مثال یہ ہے کہ "آگ کو مت بجھاؤ" یہ فقرہ اُسی مقصد کے لئے مستعمل ہوا ہے جس کے لئے وہ وضع کیا گیا ہے۔ اور اُس سے غیر کوئی اور مفہوم ذہن میں نہیں آسکتا۔ لیکن جب یہ کہا جاتا ہے کہ "روح کو مت بجھاؤ" جو کلام الٰہی کی آیت ہے تو یہاں لفظ "روح" مجازاً مستعمل ہوا ہے۔ اور مقصود اُس سے یہ ہے۔ کہ روح کی تاثیرات اور عملیات کو ضایع نہ کرو۔ اور یہ استعارہ ہے کیونکہ جب مجاز میں علاقہ تشبیہ کا ہوتا ہو تو اُس کو استعارہ کہتے ہیں جس چیز سے کسی کو استعارہ کیا جاتا ہے تو اُسے مستعار منہ اور جس چیز کو استعارہ دیا جائے اُسے مستعار لہ کہتے ہیں اور تشبیہ جو اُن کے درمیان ہو اُسے وجہ جامع کے نام سے نامزد کرتے ہیں پس آیت محولہ بالا میں لفظ روح جس کا مفہوم روح القدس ہے مستعار لہٗ اور آگ مستعار منہ اور وجہ جامع جو اُن کے درمیان ہے آگ کی زندگی بخش اور روشن اور گرم کرنے والی طاقت ہے۔ جو آگ اور روح میں مشترک ہے لیکن ایک میں حقیقتہً اور دوسرے میں مجازاً موجود ہے اور بجھانا مستعار منہ کے لوازمات میں ہے۔ لیکن چونکہ مستعار لہٗ اپنے مستعار منہ سے اتم اور اشہر اور اکمل ہوتا ہے۔ اس لئے روح روحانی زندگی کا اصلی اور خاص سرچشمہ اور سبب ہے جو مستعار لہٗ ہے اور چونکہ روح اور وجہ جامع یہ دونوں عقلی ہیں اور ان کا حصر نظری ہے۔ اس لئے نظر کا ملاحظہ کرنا مجہول کے حاصل کرنے کے لئے یہ ہوا کہ روح کی تاثیرات اور کاموں کا علم حاصل ہو۔ اور جو باتیں یا کلام اُن کے خلاف ہوں اُن سے یہاں ممانعت کی گئی ہے۔ پس کلام الٰہی کا منشا اور مدعا اس استعارہ سے یہ ہے۔ کہ ہم روح القدس کے اُن عملوں اور تاثیرات کا مقابلہ کر کے زائل اور بیکار نہ کر دیں۔ جو وہ ہمارے دلوں پر کرتا ہے۔ یعنی روح القدس ایمانداروں کے دلوں میں آکر اُن کو پاک کرتا ہے۔ گناہوں اور اُن کی نجاست اور برے نتایج سے روشن کرتا ہے تاکہ وہ دنیا جسم اور شیطان کے کاموں اور تاثیرات کو سمجھ کر اُن سے حذر اور احتراز کریں اور دیدار الٰہی اور آسمانی چیزوں کو دیکھ کر اُن کی طرف دل لگا دیں اور اُنہیں کی طرف اپنی توجہ رکھیں۔ اور اُس کی زندگی بخش روشن اور سرگرم طاقت سے جو روحانی زندگی کی حیات ہے زندہ ہیں۔ اور یہی وہ مجہول ہے جو آگ نہ بجھانے سے جو معلوم ہے بطور نظری کے حاصل ہونا مقصود ہے۔ کلام کی حالت خالی اس استعارہ سے آفتاب نصف النہار کی مثل زیادہ واضح و لایح ہو گئی۔ اور ذہن کو اُس کے سمجھ لینے اور قبول کر لینے میں زیادہ سہولیت ہوتی اور تقویت ملتی ہے۔ اور روح القدس کا ایمان داروں کے دلوں میں حضوری اور عمل و تاثیر کرنے کی ضرورت و ایک لابدی امر ثابت ہو جاتا ہے۔ اور ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم روح کو نہ بجھائیں بلکہ اس کو اپنے اندر اپنا پورا کام کرنے دیں جس طرح آگ حیوانی زندگی کے لئے لازمی ہے اُسی طرح روح القدس جو خداوند قدوس ہیں کا ایک اقنوم ہے ہماری روحانی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس کو اپنے اندر رکھنا اور اپنا پورا عمل کرنے دینا ہمارا فرض منصبی ہے۔ اگر ہم ابدی زندگی میں زندہ رہنا اور خدا سے وصل چاہتے ہیں۔

انگلستان میں کثرت ازدواجی کی تحریک

انگلستان میں مورمن لوگوں نے جنگ کو کثرت ازدواجی کا اچھا سبب اور استدلال بنا چھوڑا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اس قدر آدمی جنگ میں قتل ہو رہے ہیں۔ تو جو لوگ باقی بچ گئے ہیں۔ اُن کو بہت سی بیویاں کر لینا ضرور ہے۔ کیونکہ کثرت ازدواجی کی ممانعت نہ صرف اُن امور ہی کی ممانعت ہے جنکی اجازت کاملہ فطرت دیتی ہے۔ بلکہ اُن امور کی بھی ممانعت ہے جس کی فطرت سلطنت میں اُس کمی کو پورا کرنے کی مقتضی ہے۔ جو بسبب جنگ وقوع میں آرہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ جانوں کے اس قدر نقصان سے دنیا کو از حد رنج و الم پیدا ہو رہا ہے مگر افسوس ہے کہ مورمن لوگ انگلستان میں اس جنگ کے نقصان کو اپنی بری خواہشوں کے پورا کرنے کی تائید میں حجت پیش کرتے ہیں۔ اور ضعیف فطرت کی اس

عبارت کے غلط معنی لیتے اور اس کو ضرورت کی پختگی میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ فطرت ان مادیات اور خدا سے اُن بے پروائیوں کی سزا دنیا کو دے رہی ہے۔ جو انیسویں صدی میں دنیا کے مزاج اور طرز عمل میں جاری اور ساری ہو چکی اور نمایاں ہو رہی ہیں۔

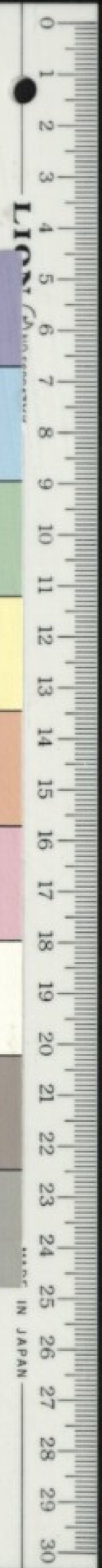
مدینۃ المسیح لاہور یا قادیان؟

ہمیں لاہور کے احمدی اخبار پیغام صلح پر "مدینۃ المسیح لاہور" دیکھکر بڑی حیرت پیدا ہوئی۔ کیونکہ مرزا صاحب تو قادیان کے رئیس اور مستقل باشندہ تھے۔ آپ کا مولد بھی خاص قادیان ہے۔ دعوائے مسیحیت بھی آپ نے وہاں ہی سے کیا۔ اپنے دعوے کی تبلیغ بھی تحریراً و تقریراً وہاں ہی سے کرتے رہے۔ اگر بطور گشت کے چند ایام کے واسطے لیکچر دینے اور اپنے دعوے کی تبلیغ کے لئے یا کسی اور نجی کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ اور چند روز وہاں قیام کیا۔ تو یہ کچھ لاہور کی خصوصیت نہیں۔ اور شہروں میں بھی آپ آتے اور دنوں تک قیام فرماتے رہے۔ اس میں لاہور قادیان سے کچھ شرف حاصل نہیں ہو سکتا لاہور بھی اس حیثیت سے دوسرے شہروں کے برابر ہے۔ پھر نامعلوم لاہور کو "مدینۃ المسیح" کے نام سے موسوم کرنے کی کیا وجہ ہے۔ لاہور کو مرزا صاحب نے کبھی اس نام سے موسوم نہیں کیا۔ مرزا صاحب کی تصانیف میں کبھی اس کو اس نام سے نامزد و مرقوم نہیں پاتے قادیان کو ہر طرح سے لاہور پر شرف حاصل ہے۔ وہاں ہی روضہ بہشتی ہے۔ اسی جگہ منارۃ دمشقی ہے۔ قادیانی مذہب کی دینیات کی تعلیم کی خاص درسگاہ بھی وہیں۔ آپ کے خلیفہ کی گدی بھی وہاں ہی ہے۔ اُسی جگہ آپ کا لاشہ مدفون ہوا۔ اور یہ بھی کبھی متوقع نہیں ہوا کہ مرزا صاحب نے کسی وقت قادیان سے ہجرت کی اور لاہور میں مستقل قیام فرمایا۔ اگر وہاں اتفاقی امر ہے۔ غرضیکہ ہم کسی پہلو سے دیکھیں ہم کو اس نام کی توجیہ کوئی بھی نظر نہیں آتی۔ اگر لاہور "مدینۃ المسیح" ہے تو قادیان کیا ہے؟ اگر وہ بھی مدینۃ المسیح ہے تو ان میں مابہ الامتیاز کون سے امور ہیں؟ کون سی ایسی حقیقت ہے جو اس شک یا ابہام کو دور کر سکتی ہے؟ ہمیں تو کوئی وجہ معلوم نہیں دیتی۔ صرف طوعاً کرہاً مان لیا گیا ہوگا۔ بہر صورت معزز ایڈیٹر صاحب سے پوری امید ہے کہ ہمارے اس ابہام کو ضرور رفع کر کے نہ صرف ہماری ہی تسلی کریں گے۔ بلکہ اپنے اور ہمارے ناظرین اخبار کی اور کل دنیا کی بھی تشفی کا موجب ہونگے۔

ایک بتخانہ میں مسیح کی منادی

۱۲ جولائی کے ستیار تھ پتر کا (درسلیو۔ علاقہ مہو) میں یہ پڑھ کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ فارموزا کے کنیڈین مشن کے پادری ڈنکن میکلوڈ صاحب اور اُس کے ہمراہیوں نے اس علاقہ کے ایک شہر کے نہایت مشہور و معروف بتخانہ میں کامیابی کے ساتھ انجیل کی منادی کی۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگرچہ سابق میں بڑی مخالفت اس کام کے بارے میں ظاہر کی گئی تو بھی اُن مندروں میں سے ایک مندر میں ایک ہفتہ تک منادی کرنے کے لئے درخواست کی جرات کی گئی۔ اور یہ درخواست منظور ہو گئی۔ ہر شام کو آدھ آدھ گھنٹے تک تین چار درس دیئے جاتے رہے۔ انجیل سنائی جاتی تھی اور بتوں یا پتیروں کی طرف کسی قسم کا اشارہ یا طنز بالکل نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سامعین کی تعداد بڑھتی رہی۔ چنانچہ ایک رات پانچسو آدمیوں کے قریب حاضر ہو گئے تھے۔ آخری شام کو بہت لوگ حاضر نہ ہو سکے۔ پہلے تو بچوں کے لئے چھوٹے چھوٹے درس ہوتے رہے۔ جن میں عموماً ایکصد بچے حاضر تھے۔ جب کارڈ انہیں تقسیم کر دیئے تو وہ چلے گئے۔ اور ان کی جگہ بالغ آ گئے۔ اس ہفتے بھر مسز میکلوڈ صاحبہ آرگن باجے کے ساتھ مستورات میں کام کرتی رہیں۔ وہاں کے بڑے بڑے سرگروہ بت پرستوں نے درخواست کی کہ اسی قسم کے درسوں کا ایک اور سلسلہ جاری کیا جائے۔ اور مندروں کے نہایت دولتمند ذمہ وار شخص نے اُن کے خرچ کا بار اٹھانا بھی منظور کیا۔ اس علاقہ کا ایک بڑا متمول اور معزز شخص بھی جس نے پہاڑ کی چوٹی پر خود ایک مندر بنوایا ہے۔ ہر شام کو حاضر ہوتا رہا۔ اور مشنریوں اور پریچروں کے لئے ایک چینی ضیافت کا انتظام کیا۔ آخری میٹنگ میں ایک چالیس سالہ عمر کا شخص آگے آیا اور آ کے کہا کہ اب سے میں بھی مسیحیوں کے ساتھ شریک ہوا کرونگا۔ خدا اس کام پر برکت بخشے اور تاریکی میں اپنا انجیلی نور چمکا کر بہتوں کو ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنائے۔ اور اپنا جلال ظاہر کرے۔ اپنے بندوں کو ہمت بخشے کہ وہ ہر غالب پر غالب آویں!

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے۔



انگریزی ہوائی جہازوں کی تعداد میں ترقی

ہماری سرکار- میدان جنگ کے لئے ہوائی جہازوں کی فراہمی میں حیرت انگیز ترقی کر رہی ہے- جس سے امید کی جاتی ہے۔ بلکہ پورا اطمینان ہے کہ جس طرح اتحادیوں نے بری اور بحری جنگ میں جرمن کو اس وقت مات کر رکھا ہے- اور بہت جلد پوری ظفریابی کی کامل امید ہے- اسی طرح ہوائی جنگ میں بھی جرمن کے مقابلہ میں ان کا پلہ بھاری ہی رہیگا- چنانچہ اس یقین اور توقع کی تائید میں وزیر حربیات جنگ نے ایک ملاقات کے وقت کہا کہ انگلستان میں ایک ہزار کارخانے طیارہ سازی میں مشغول ہیں اور اُن کی برآمد میں بنہایت سرعت و عجلت ترقی ہو رہی ہے- گزشتہ سال کے طیاروں کی تعداد میں اس سال تین گنا ترقی ہو گئی ہے اور ۳۱ دسمبر تک اس میزان سے جو ماہ اپریل میں تھی دوچند زیادتی ہو جائے گی- ایروپلین (طیاروں) کے انجنوں کی برآمد میں ۱۹۱۷ء میں ابھی دوچند سے زیادہ ترقی ہو گئی ہے- اور ۳۱ دسمبر تک اس سے پھر دوچند ہو جائیگی-

جرمنوں کی بدسلوکیاں

جرمن گورنمنٹ اپنے اسیران جنگ کے ساتھ جو بدسلوکیاں اور ظلم ارادۃً روا رکھتے ہیں ان کی یاد . . . اور بیان کرنے جگر پھٹتا ہے- جرمنی متفرق کیمپوں سے جو انگریزی قیدی واپس آئے ہیں اُن کی زبانی وہاں کی دردانگیز کہانی میں سے مثال کے طور پر چند باتوں کا ذکر بے موقعہ نہ ہوگا- ایک شخص یوں ذکر کرتا ہے کہ عام سلوک بہت کرخت ہے- اور جہاں تک میرا تجربہ خاص ہے وہ سلوک بڑھتا جارہا ہے- چنانچہ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء کا دن سخت مصیبت کا تھا- قیدیوں پر تین مرتبہ فائر کئے گئے- اس غرض سے کہ سب لوگ اپنی بارکوں میں چلے جائیں- مگر ہم کو اس نشان سے پہلے کبھی اطلاع نہیں دی گئی تھی کہ اُن کا فائر ہونے سے کیا منشا ہے- سرجنٹ میجر اس احاطہ میں سے جس میں میں رہتا تھا گذر کر آیا- اور جو کتے اُس کے ساتھ تھے- فوراً اُن پر چھوڑ دیئے- جو بندوقوں کی فائروں سے اُن کے مدعا کو نہ جانتے ہوئے ابھی تک اپنی جھونپڑیوں سے باہر تھے- بدقسمتی سے کتوں نے مجھے پانچ جگہوں پر کاٹ کھایا- اور آخر کار کتا میرے حلق پر لپکا- اور اگر میری گردن پر خوب موٹا کپڑا لپٹا ہوا نہ ہوتا تو یقین تھا کہ وہ کتا مجھے ضرور مار ڈالتا- جب میں نے سرجنٹ میجر سے اس امر کی شکایت کی تو اُس نے مجھے تلوار سے ڈرایا- کتے کے حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو ہفتوں تک میں اچھی طرح سے نہ تو بیٹھ سکتا تھا اور نہ لیٹ سکتا تھا- اسی طرح سے اور بہت سے لوگوں کا بیان ہے جس سے جرمن بدسلوکیوں کی پختہ شہادت ملتی ہے- اور ظاہر ہوتا ہے کہ جرمن نے عالمگیر شہنشاہ بننے کی ہوس اور دیوانگی میں اخلاق اور انسانیت کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہے- اس کے مذہب کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں-

جرمنی میں انقلاب

اس جنگ کی خصوصیتوں میں سے جابجا ہم وقتاً فوقتاً ذکر کر چکے ہیں- ایک بڑی چوٹی کی خصوصیت یہ ہے کہ یورپ کی عنقریب تمام بڑی بڑی طاقتوں کے اندر بڑی بھاری بھاری تبدیلیاں اور انقلابات ظاہر ہو گئے- اور ابھی تک ظاہر ہو رہے ہیں- ان میں سے ایک جو حال ہی میں معرض ظہور میں آرہا ہے وہ جرمنی کی سلطنت میں انقلاب ہے- اس وقت سلطنت جرمنی میں دو پارٹیاں ہو رہی ہیں- ایک تو موجودہ صورت سلطنت کی ہے جس میں قیصر ہی سب کچھ ہے- دوسری مخالف پارٹی ہے جو اب برپا ہو گئی ہے- اس مخالف پارٹی میں سوشیل ڈیموکریٹس (تمدنی جمہوری حکومت پسند) اور ریڈیکلس (انتہا پسند) لوگ سنیٹر یعنی مرکزی جمہور آپس میں متحد ہو گئے ہیں- یہ مخالف پارٹی قبل ازیں معدوم تھی- اس مخالف پارٹی کا مدعا یہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کو بیخ و بن سے اڑا دیں- گورنمنٹ پارٹی کیطرف کانسرویٹیو (نظم و نسق موجودہ کے حامی) اور نیشنل لبرلس (یعنی قومی آزادی پسند ہیں)- ان دونوں کا اتحاد گورنمنٹ کے ساتھ ہے- ان دونوں پارٹیوں کی موجودگی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جرمن طرز حکومت میں بڑا بھاری انقلاب بہت جلد ہونے والا ہے- اور ان دونوں پارٹیوں کے درمیان مجادلت جاری ہے- گورنمنٹ فریق تو اس امر کا مقتضی ہے کہ ہر صورت اور ہر وسائل سے جو گورنمنٹ کو حاصل ہیں جنگ برابر جاری رکھی جائے- اُن کا یقین ہے کہ جنگ جاری رہ سکتی ہے- اور اسی طرح اتحادی صلح کر لینے پر مجبوراً رضامند ہو جائیں گے- دوسرے فریق کی رائے ہے کہ کامیاب جنگ کے اجراء کے امکان میں بڑے بھاری شکوک ہیں اور کہتے ہیں کہ باوقار صلح

ہی کے ذریعہ سے جرمنی کی آزادگی قائم رہ سکتی ہے۔ مگر اس ابھی مجادلت میں تا حال کوئی بھی فریق کامل نتیجے تک نہیں پہنچا۔ لیکن اندرونی اور بیرونی موجودہ حالات ہمیں اس امر کی رہنمائی کرتے ہیں کہ سوشل ڈیموکریٹس پارٹی کو آخرکار غلبہ حاصل ہونا ممکنات سے اور زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور گورنمنٹ پارٹی کو ضرور ان کے آگے سرنگوں ہونا پڑیگا۔

انگریزی لباس کی قدر اور ہندوستانی لباس کی بےقدری

اخبارات میں یہ خبر آجکل گشت کر رہی ہے کہ مہاراجہ بیکانیر وار کونسل سے واپسی پر جب بمبئی کے بندرگاہ میں وارد ہوئے اور جہاز سے اُترنے لگے تو سپاہی نے اُن سے پاسپورٹ طلب کیا۔ اس پر مہاراجہ صاحب جہاز ہی پر کھڑے رہے۔ اُن کے بعد اُن کے سکرٹری یوروپین لباس میں اُترے۔ اُن سے پاسپورٹ مانگا نہیں گیا۔ پھر سر ستیہ پرسن سنگھ آئے اور بغیر پاسپورٹ کے اُتر گئے۔ یہ دیکھکر مہاراجہ صاحب نے سپاہی سے پوچھا کہ اُن سے پاسپورٹ کیوں نہیں مانگا۔ سپاہی نے جواب دیا کہ وہ یوروپین ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے کہا کہ وہ دونوں تو دیسی ہیں۔ سپاہی نے کہا ان کا لباس یوروپین ہے اور آپ کا دیسی۔ جب یہ گفتگو ہو رہی تھی تو سر جیمس مسٹن صاحب بھی وہاں آ پہونچے۔ مہاراجہ صاحب نے کہا کہ جب تک میں ولایت میں رہا مجھ سے کسی نے اس قسم کا فرق جائز نہیں رکھا۔ مگر اپنے وطن کی سرزمین پر پیر رکھتے ہی میں "نیٹو" بن گیا۔ کہتے ہیں کہ سر جیمس مسٹن نے اس کے متعلق حکام بالا کو لکھدیا ہے۔ کہ اگر یہ واقعہ درست ہے تو صد درجہ افسوسناک ہے۔

ہمیں ہندوستانی لباس کے آئے دن ہر دینی اور دنیوی محکموں میں ایسا سلوک ہوتے ہوئے دیکھکر بڑی حیرت اور افسوس ہوتا ہے۔ دل میں یہی آتا ہے کہ ہمارے ہندوستانی بھائی عموماً اور ہندوستانی مسیحی بھائی خصوصاً جو چار حرف انگریزی کے بھی جانتے ہیں ضرور انگریزی لباس اختیار کریں۔ یا سرکاری اور غیر سرکاری محکمہ جات ہندوستانی لباس کی بھی وہی تعظیم اور قدر کریں جو انگریزی لباس کی کیجاتی ہے۔ بھلا جب ہندوستانی لباس سے ایسا سلوک ہوتا ہے تو کیا اس میں ہندوستانی قوم اور شخص کے ساتھ ایسا سلوک مضمر اور مستتر نہیں ہے۔

بنگال میں سگرٹ نوشی

احاطہ بنگال میں سگرٹ نوشی کی لہر ایسے زور سے چلرہی ہے۔ کہ اس سے پبلک انسٹرکشن بنگال کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر کی توجہ بھی اس نقصان کیطرف منعطف ہو گئی ہے جو مدرسہ کے طلباء میں سگرٹ نوشی سے پیدا ہو گیا اور ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ استادوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے طلباء پر اچھا اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ تو وہ اُن کے سامنے سگرٹ کا استعمال نہ کرکے انہیں اچھا نمونہ دے سکتے ہیں۔ سگرٹ کی کثرت کا اندازہ اس صورت سے ہو سکتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۰ء میں صوبہ بہار کی ایک ہی فیکٹری میں سے ۵۳۵ ٹن سگرٹ تیار فروخت ہوئے تھے۔ مگر سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء میں وہاں سے ۵۱۷۴ ٹن سگرٹ تیار کیا اور فروخت ہوا۔ اخبار اسٹیٹسمین کا ایک مضمون نگار سر جیمس مسٹن کے اس ریمارک پر جو انہوں نے سگرٹ کی فروختگی اور کثرت استعمال پر سنہ ۱۹۱۰ء میں دیئے تھے۔ اپنی رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ اگر ...... پونڈ ممالک خارجہ کے سگرٹوں کا اثر سنہ ۱۹۱۰ء میں ہوا تو ۹۷۰۰۰۰ پونڈ سگرٹوں کا اثر صرف بہار کی تجارتی منڈی میں سے سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء میں ہندوستان میں تقسیم ہونیسے کیا کچھ نہ ہوگا۔

اور جب ہم ہندوستان کے دیگر صوبجات میں بھی بغایت سگرٹ نوشی کی بری عادت اور رواج کا تصور کرتے ہیں تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ قوم کے بچے اور بوڑھے اس موذی سگرٹ کا برابر شکار ہو رہے ہیں۔

یجروید کا اُردو ترجمہ

دہلی کے پنڈت روپ لال جی بی۔ اے نے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس کا پہلا ادھیائے چھپ کر تیار ہے کرچپائی راس دہلی سے بقیمت ۱۲ مترجم سے مل سکتا ہے پہلے آپ نے سنسکرت منتر دیا ہے۔ اسکے بعد ہر لفظ کے اوپر سنسکرت لفظ کا تلفظ اور نیچے اس کا ترجمہ لکھا ہے۔ آپ کے بیان کے مطابق ترجمہ سوامی دیانند جی کے یجروید بھاشیہ کے آدھار پر ہے۔ اسکے بعد مترجم نے خود اس منتر کی تشریح کی ہے جسکے ذمہ دار وہ خود ہیں۔ اس ترجمہ کو دیکھکر تھوڑا سا سنسکرت دان بھی اپنے لئے آپ فیصلہ کر سکتا ہے کہ آیا ترجمہ صحیح ہے یا غلط۔ اگر مترجم صاحب پہلے سنسکرت میں وید منتر دیتے اور ہر سنسکرت لفظ کے نیچے اُردو میں اُسکا تلفظ درج کر دیتے اور نیچے ہی علیحدہ سوامی جی کے بھاشیہ کا اُردو ترجمہ دیدیتے تو زیادہ بہت اچھا ہوتا۔ اپنی تشریح کی کچھ ضرورت نہیں۔

کفائیت شعاری

اُس کے فایدے اور اس کی اہمیت

(مترجمہ جے۔ آر۔ رائے جرنلسٹ)

کفایت شعاری نہ تو کسی آفت کا نام ہے اور نہ کوئی جزندہ اور پرندہ ہے جس سے عوام الناس خوف ہوں۔ بلکہ اس کے معنی ہیں سوچ سمجھ کر چلنا یعنی آمدنی ہو اُسے تمام وکمال خرچ کرکے دوستوں۔ یا دوکان داروں سے قرض دام لیکر فضول باتوں میں اُڑا دینا جیسا ہم مسیحی لوگ کرتے ہیں۔ کفایت شعاری کے مطلب کے سراسر خلاف ہے۔ بلکہ جتنا مشاہرہ ہو اُس سے کم خرچ کرنا اس کا اصل منشا ہے۔ جزاسی اس کا مترادف ہے۔ وسیع معنی میں اس سے مراد ہے کہ انسان سب باتوں میں اعتدال۔ میانہ روی۔ اور دور اندیشی سے کام لے۔ جب کوئی کام کرے تو صرف حال ہی کا خیال نہ رکھے بلکہ آئندہ کو بھی مدنظر رکھے۔ جو دوراندیشی کا ایک بڑا خاصہ ہے۔ ویسے تو کفایت شعاری کی سب کو ضرورت ہے۔ مگر ہم مسیحیوں کو ہمارے ہموطنوں سے سینکڑوں گنا بڑھکر ضرورت ہے۔ کیونکہ ہم بڑے فضول خرچ ہیں اور یہ بری عادت ہماری بہت سی سوشل تکلیفوں کی ذمہ دار ہے۔ ہم اگر روپے پیسے میں تہیدست ہیں تو اس کا سبب ہماری فضولخرچی اور ناعاقبت اندیشی ہے۔ اگر ہم مفلس قلاش اور دوسروں کی قبر کی ماتے ہیں تو اس کا باعث یہ ہے کہ ہم عملاً کفایت شعاری سے ناآشنا ہیں۔ اگر ہم پاسٹر کی تنخواہ اور اپنے ہموطنوں کے درمیان مسیح خداوند کی صداقت نجات کا پیام پھیلانے کے کام میں یا نئے مسیحیوں کی روپے پیسے سے مدد کرنے کے ناقابل ہیں تو اس کا بڑا باعث یہ ہے کہ ہم جزاسی ایسی ضروری اور مفید چیز کو اپنے گھر اور نیز زندگی کے کاروبار سے کوسوں دور رکھتے ہیں۔ کہاوت مشہور ہے "ایک چپ اور سو بلائیں دور"۔ اگر صرف کفایت شعاری ایسی خوبی کو اپنی روزانہ زندگی میں۔ او دیں تو ہماری بہت سی دنیاوی مشکلات حل ہو جائیں۔ گھڑے کے پیندے میں چھید کرو تو رفتہ رفتہ تمام پانی نکلکر بہ جائیگا۔ اگر فضولخرچی سے دست بردار ہو جاؤ تو مالی مصیبتوں سے ایک دم چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ الغرض کفایت شعاری کی اہمیت اور ضرورت اور فضول خرچی کی برائیوں کہاں تک رونا رویا جائے۔ سب سمجھ دار ہیں سے بخوبی واقف ہیں فقط عمل کی ضرورت ہے۔

کفایت شعاری کی ابتدا۔ اب سوال یہ ہے کہ کفایت شعاری کب شروع ہو؟ میرا بلا تامل جواب یہ ہے کہ جب سے ہوش سنبھالو اسی دن سے یہ شروع ہونا چاہیے۔ تاکہ جوانی میں یہ عادت کی صورت پکڑ لے جس وقت اسکول یا کالج سے تعلیم سے فارغ ہو کر نکلو اور اپنی روٹی پیدا کرو تو فوراً جزاسی کی طرف رجوع ہو۔ اگر دس روپے مشاہرہ ہے تو کم از کم دو روپے مہینے کے بچاؤ۔ اگر بیس روپے ہوں تو چہ روپے ماہوار بچاؤ۔ راقم نے اٹھارہ روپیہ سے کام شروع کیا تھا۔ آٹھ روپے ماہوار بچایا کرتا تھا۔ قصہ کوتاہ جب آدمی اکیلا ہو تو اس وقت خود پسندی کا جن سب کے سر پر سوار ہوا کرتا ہے جس سے فضولخرچی لازم آتی ہے۔ اگر اس موذی کو ہلاک کر دو تو جہاں تک روپیہ کا تعلق ہے عمر بھر آرام سے زندگی بسر کروگے۔ ورنہ دکھ اٹھانا تو ایک معمولی بات ہے۔ جب ہم اکیلے ہیں تو نمائش کا بڑا خیال ہوتا ہے۔ نمائش ریاکاری ہے گویا ہم جو کچھ در اصل ہیں وہ دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ اپنے کو جھوٹے رنگوں میں ظاہر کرکے واہ واہ کے دلدادہ بنتے ہیں۔ یہ گناہ ہے۔ اور کوئی آدمی جو دینداری کا دم بھرتا ہو ایسے گناہ میں مبتلا نہ ہوگا۔ نمود ونمائش فضولخرچی کی بنیاد ہے۔

روپیہ کا جادو اور تسلط۔ کسی کا قول ہے کہ "روپیہ اس دنیا کا خدا ہے"۔ یہ درست ہے عملاً ہم سب چاہے مسیحی ہوں یا غیر مسیحی۔ روپیہ کے جادو کو مانتے ہیں۔ چاہے بائبل کے رو سے جادو کرنا یا ماننا گناہ ہو مگر روزمرہ کی زندگی میں ہم سے بچکر مانتے ہیں جس کے پاس روپیہ ہے وہ اس دنیا میں عزت دار ہے۔ سب اسکے دست نگر ہوتے ہیں۔ چاہے ایک آدمی میں زمانہ بھر کے عیب موجود ہوں۔ لیکن اگر اس کے پاس روپیہ ہے تو لوگ اُس کی تمام برائیوں پر الیقیع کی چادر ڈالنے کو تیار ہیں۔ اور وہ مجمع صفات حسنہ ہے۔ ہم مسیحیوں میں یہ عام بات ہے کہ زیادہ تنخواہ پانے والا اور روپیہ پیسے والا آدمی ہر جگہ عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے چاہے وہ مہینے میں ایک مرتبہ بھی بائبل نہ پڑھتا ہو۔ مگر وہ پادریوں کے نزدیک بڑا دیندار ہے۔ اگر ایلڈر کی ضرورت ہو تو وہی شخص سب سے بہتر اس مبارک عہدہ کے قابل معلوم ہوتا ہے۔ اگر کوئی متلاشی آتا ہے تو پادری صاحب اسی جنٹلمین کے پاس بھیجدیتے ہیں۔ چاہے اسے مسیحی مذہب سے ذرا بھی خبر نہ ہو۔ اگر کلیسیا کی طرف سے کوئی قائمقام کسی جنرل اسمبلی یا اسی قسم کے کسی اور مجمع میں بھیجنے کی ضرورت ہو تو بھی اسی شخص کی پوچھ پہچان ہوتی ہے۔ الغرض ڈیڑھ دو سو تنخواہ پانے والا یا مالدار آدمی فی زمانہ سب سے لائق سب سے بڑھکر دیندار اور خدا ترس مسیحی سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایسا آدمی مجرد ہو تو اُس کے لئے [illegible]

مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ لڑکیوں کے ماں باپ شادی ان بھلے مانسوں سے کہیں گے۔ کہ لڑکی کا بندوبست اسی آسودہ حال جنٹلمین کیساتھ کرادیں۔

برعکس اس کے اگر کسی آدمی کا مشاہرہ پچاس ساٹھ ہو اور روپیہ نہ رکھتا ہو تو چاہے تمام جہان کی خوبیاں اس میں ہوں وہ لوگوں کی نظروں میں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس بےچارہ کو نہ پادری صاحب پوچھتے ہیں اور نہ کلیسیا کے سرگروہ کسی قابل سمجھتے ہیں۔ جب یہ کیفیت ہے کہ ہم روپیہ کی پوجا کرتے ہیں تو فضول خرچ ہونے کے معنی کیا؟ اگر دنیا میں عزت آسودگی اور قدر چاہتے ہو تو مبلغ علیہ السلام کو حقیر نہ جانو۔ بلکہ اس کی قدر کرو۔ یہ حل المشکلات ہے۔ یہ مشکل کشا ہے۔ یہ جادو ہے۔ یہ سحر ہے۔ اس کا اثر سب کوئی مانتے ہیں۔

اصل کفایت شعاری اور اس کا جائز استعمال۔ کفایت شعاری کی ضرورت اور فائدے اور پھر روپیہ کے سحر اور اس کے تسلط کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ روپیہ بچا کر کہاں رکھا جائے۔ جس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ اس بحث سے یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ ہم دل کھول کر زرپرست بنجائیں اور جائز ناجائز طریقہ سے دولت جمع کریں۔ یہ اصلی مسیحی شیوہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ اپنی آمدنی سے پانچ سات روپے ماہوار بچاؤ۔ تاکہ تمہارے بال بچوں کے کام آئیں۔ برسوں پڑے رہتے ہیں جب کوئی نوکری دینے کو تیار نہیں۔ اپنے کام آسکے۔ سیونگ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع کرنا اچھا تو ہے۔ مگر اس سے اکثر یہ ترغیب ہوتی ہے کہ آدمی بلاضرورت اسے نکال کر غیر ضروری چیزوں پر خرچ کرتا ہے۔ اس لئے سب سے اچھا اور مفید طریقہ یہ ہے۔ کہ **کرسچن میوچل پراویڈنٹ فنڈ** لاہور میں زندگی کا بیمہ کرایا جاوے۔ دس بارہ روپے پانے والا ایک روپیہ ماہوار دے کر دو ڈھائی سو روپیہ کا حقدار ہو جاتا ہے مگر کم عمر پر موقوف ہے۔ مثلاً ۲۰ سال کا جوان ایک روپیہ ماہوار دے کر پونے چار سو روپیہ حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن چالیس سال کے آدمی کو ڈیڑھ سو روپیہ کے قریب ملتا ہے۔ اگر آدمی دو تین چار روپے ماہوار بچا سکتا ہے تو وہ پانچ سو یا ہزار یا ڈیڑھ دو ہزار روپیہ کا بیمہ کرائے۔ اس میں دو فائدے ہیں۔ اگر جلد گزر گئے تو بال بچوں کو دھکے کھانے کی ضرورت نہیں۔ کچھ عرصہ تک گزارہ ہو سکتا ہے۔ اگر لڑکا یا لڑکی انٹرنس یا ایف میں ہو تو وہ اطمینان سے تعلیم پا کر کسی اچھی نوکری کے لائق ہو جائیگا۔ اور اگر پچاس ساٹھ سال تک جیتے رہو تو بڑھاپے میں جبکہ نوکری سے جواب ملجائیگا ایک معقول رقم ہاتھ آجانے سے چاہے دوکان کھول دو یا کسی قسم کا ٹھیکہ لے لو۔ یا کوئی قسم کا کاروبار کر سکتے ہو۔ روپیہ ہاتھ میں ہو تو سو کام ہو سکتے ہیں۔ اگر نہ ہو تو شیخ چلی کی طرح بیٹھے منصوبے باندھا کرو۔ اگر کوئی دس پندرہ روپے ماہوار بچا سکتے تو بیمہ کے علاوہ بچوں کے لئے وظیفہ کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ یہ فنڈ مسیحیوں کی مالی حالت سدھارنے اور انہیں قرضہ دے کر مدد کرنے اور بہتیوں طرح سے محتاج لوگوں کی مشکل کشائی کرنے کو آمادہ ہے عیسائیوں کو **کفایت شعاری** سے کام لینا چاہئیے اور پس اندوختہ کا بہترین استعمال بیمہ وغیرہ کرانا ہے۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

غزل الغزلات

کلیسیا

لطیف عطروں کی ہووے جیسی باس
تیرے نام کی ویسی خوشبو ہے راس

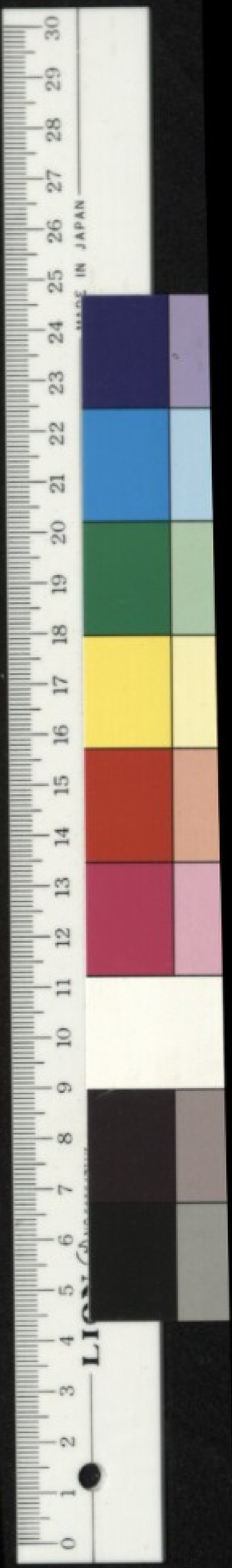
عطر ایسا جو کہ بہایا گیا۔

ہیں کنواریاں تجھپہ عاشق سدا

عطر۔ خوشبو۔ دل اور دماغ کو فرحت دینیوالا اور عیش افزا روحانی عیش کو بڑہانے والا۔ اور روحانی دل اور دماغ کو تقویت دینے والا نام ہے۔ اس نام کی خوشبو ایسی زبردست ہے کہ جب اس کی باس روح کے دماغ میں آتی ہے۔ یعنی جبکہ اسم اعظم یسوع نام زبان پہ آتا ہے ؎

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کیلئیو

اس نام میں عجیب تاثیر ہے۔ مُردہ دلوں میں تازگی اور زندگی آتی ہے۔ پژمردہ دل تر و تازہ ہوتے ہیں۔ چونکہ محبوب المسیح کا نام یسوع۔ زندگی کا سرچشمہ ہے جیسا فرمان محبوب ہے۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اُس کے بدن سے جیسا کہ کتاب کہتی ہے۔ آب حیات کی ندیاں جاری ہوں گی۔ اسلئے نام سے زندگی جاری ہوتی ہے اور وہ زندگی کی دھار ایسی بہتی ہے جیسا کہ اُس کی تعریف کی گئی ہے۔ دیکھو کیا خوب اور کیا سہانی بات ہے کہ بھائی ایک ساتھ بود و باش کیا کریں۔ یہ اس مہنگے موٹے عطر کی مانند ہے جو سر پر ڈھالا جائے۔ اور بہکے داڑہی پر بلکہ ہارون کی ڈاڑہی پر بہتے جرغہ اور انسان میں درمیانی ہے۔ میل کروانے والا کاہن جو ہمارے محبوب کی مثال ہے) اور اس کے گریبان تک پہنچے اور حرمون کی اوس کی مانند جو صیہون کے پہاڑوں



برگرے۔ کہ وہاں خداوند نے برکت اور حیات ابدی کی بابت حکم فرمایا ہے۔ زبور ۱۳۳

اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے تیرے نام کی شہرت سے محبت کے لحاظ سے واقعی تجھ سے محبت کی لہریں نکلتی ہیں۔ اس لئے کنواریاں تجھ پر عاشق ہیں۔ کنواریوں سے مراد عاشقان اللہ۔ باکباز صوفیائے کرام محبت کے بندے۔ وہ پاک لوگ جو سوائے خدا کے کسی غیر معبود کی طرف کبھی رجوع نہیں ہوئے۔ خواہ وہ کسی سلسلہ میں ہوں۔ وہ عاشق حقیقی معشوق ہی کے ہیں۔ وہ ہر جا محبوب ہی کی حضوری سمجھتے ہیں۔ جدھر دیکھتے ہیں ادھر تو ہی تو ہے۔ اور یہ سچ ہے۔ کیونکہ حقیقی نور وہ ہے۔ جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے پس حقیقی عشق کی روشنی جہاں کہیں ہے۔ وہ اُس حقیقی مہر منیر ہی کا جلوہ ہے

ع ہر شے میں دیکھتا ہوں میں جلوے جناب کے

پس اس کے نام کی خوشبو پر تمام عاشقان اللہ عاشق ہیں

مجھے کھینچ اپنی طرف اے مسیح
تو ہم پیچھے دوڑینگی تیرے صحیح
محل میں مجھے اپنے لایا ہے شاہ
خوش و شادماں تجھ میں ہم ہوں سدا
تیرا عشق ہے خوب مے سے شہا
زیادہ بہت مے سے اس کی ثنا
وہ عاشق ہیں تم پر مسیح الاسم
دل و جان سے سارے شاہ و فقیر

اپنے عشق اور محبت کی رسیوں سے مجھے کھینچ لے مجھے محبت کی زنجیروں سے باندھ لے۔ اے میرے محبوب جیسا تو نے آپ فرمایا ہے کہ میں نے انہیں انسان کی طرح رسیوں سے اور محبت کی ڈوریوں سے کھینچا (ہوسیع ۱۱:۴) کلیسیا عرض کرتی ہے کہ میں اپنی طاقت سے تیرے پیچھے نہیں چل سکتی۔ میری محبت میں اتنی طاقت نہیں۔ میری محبت کمزور اور ناکامل ہے۔ تیری ہاں صرف تیری ہی محبت کامل ہے۔ سو تو اپنی ہی محبت سے مجھے اپنی طرف کھینچ۔ بات یہ ہے کہ دلہا کے واسطے دلہا کا باپ دلہن تجویز کرتا ہے اور بیٹے کے واسطے اچھی دلہن لاتا ہے۔ ایسے بے نظیر الٰہی دلہا کے واسطے ہر کس و ناکس دلہن نہیں ہو سکتی

تو از کجا و امید وصال از کجا
بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ

محبوب نے بھی اپنی محبت کے اظہار میں صاف فرمایا ہے۔ کہ میں زمین سے اونچا اٹھایا جاؤں تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ یوحنا ۱۲: ۳۲۔ یعنے اپنی کامل محبت اور غایت عشق کے اظہار سے۔ جس کا ظہور صلیب پر ہوا۔ کیونکہ عشق کی غایت یہی ہے۔ اسی سے محبوب کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ یہ آیت ایک دعا ہے جو ہر ایک عاشق المسیح کا ورد ہونی چاہیے۔

مجھے اپنی طرف کھینچ تب میں تیرے پیچھے چلونگا۔

جبکہ خدا تعالٰی ہم کو مسیح کے واسطے کھینچے۔ اور محبوب المسیح اپنی محبت کی ڈوریاں ہم پر ڈال دے تب ہم کو اُس کے پیچھے دوڑنا چاہیے۔ کیونکہ جب تک دوڑ کے ہم اس کو نہ پکڑیں گے۔ وصال کیسے حاصل ہوگا۔ رسول مقبول پولوس اسی دوڑ کا ذکر کرتا ہے۔ جبکہ وہ فرماتا ہے کہ ہنوز ایسا نہیں کہ میں پا چکا۔ اور اب تک میں کامل نہیں ہوا بلکہ پیچھا کئے جاتا ہوں۔ تاکہ جس غرض کے لئے مسیح نے مجھے پکڑا میں اُسے جا پکڑوں۔ اے بھائیو میرا یہ گمان نہیں کہ میں پکڑ چکا۔ صرف یہ آتا ہے کہ میں ان چیزوں کو جو پیچھے چھوٹیں بھول کے ان کے لئے جو آگے ہیں بڑھا ہوا اسی نشان کی طرف چلا جاتا ہوں۔ تاکہ میں اُس صلہ کو جس کے لئے خدا نے مجھ کو مسیح یسوع کی معرفت اوپر بلایا پاؤں۔ فلپی ۳: ۱۲-۱۴۔ اور وہ ہے وصال محبوب۔ کیونکہ محب کے واسطے اس سے بڑھکر صلہ کیا ہو سکتا ہے

بادشاہ مجھے اپنے محل میں لایا۔ یہ وہی محل ہے جس کا ذکر یوحنا ۱۴: ۲ میں ہے۔ کہ میرے باپ کے گھر میں بہت مکان ہیں۔ جیسا کہ افسی ۲: ۶ میں ہے کہ اُس نے ہم کو اُس کے ساتھ اٹھایا۔ اور مسیح یسوع میں شامل کر کے ہوئے آسمانی مکانوں پر اُس کے ساتھ بٹھلایا زبور ۴۵: ۱۵ میں بھی ذکر ہے کہ وہ بادشاہ کے محل میں پہنچائی جاتی ہیں۔ روحانی محل جہاں عیش کے سامان ہوں۔ یعنے محبوب کی حضوری جیسا کہ لکھا ہے کہ تیرے حضور میں خوشیوں سے سیری ہے۔ جب ہم اپنے محبوب کے حضور اُس کے محل میں پہنچائے جاتے ہیں۔ تو ہماری خوشی کامل ہوتی ہے۔ یوحنا ۱۵: ۱۱ اور ہم اُس میں شادماں اور مسرور ہوتے ہیں اور اُس کی محبت کے گن گاتے رہتے ہیں انسان کے دل اور دماغ کو خوش کرنے والی ہر ایک چیز سے محبوب کی محبت اور محبوب کا نام زیادہ مسرور اور خوشی دینے والا ہے۔

ربودہ جان و دلم را جمال نام یسوع
نواخت تشنہ لباں را زلال نام یسوع
وصال حق طلبی ہم نشین نامش باش
جبیں وصال خدا او وصال نام یسوع
میان اسم و مسمیٰ چو فرق نیست ببین
تو در تجلی اسما کمال نام یسوع
یقین بدان کہ تو با حق نشستہ شب و روز
چو ہم نشین تو باشی خیال نام یسوع
چو نام روشن شوم گر بود مرا صد جان
فدائے او است بعز و جلال نام یسوع

(واعظ)

بائبل کی بابت خوش اعتقادی

اور

بد اعتقادی کے نتائج

انسان کی بد اعتقادی نے اس قدر ظلم و ستم ایجاد نہیں کئے۔ جس قدر خوش اعتقادی نے کئے ہیں۔ موجودات کی کون سی چیز ایسی ہے جس کے گلے میں انسان نے خوش اعتقادی کے پھولوں کے ہار ڈالکر اس کی سینکڑوں اور ہزاروں برس پرستش نہیں کی۔ اور اپنی خوش اعتقادی کے ہاروں میں رکھکر ان کی بندگی و عبادت نہیں کی؟ بائبل بھی انہیں چیزوں میں سے ایک چیز ہے جس کے گلے میں اہل بائبل نے اپنی خوش اعتقادیوں کے وہ ہار ڈالے جنہوں نے بائبل کی قدر و منزلت کو وہ نقصان پہونچایا جو ابد یاد رہیگا جسے یاد کرکے پرانے اعتقاد کے اہل بائبل ہمیشہ تک آٹھ آٹھ آنسو روتے رہیں گے۔ اور سمجھتے رہیں گے کہ بائبل کا جلال اس کی قدر و منزلت ہمیشہ کے لئے چل گئی۔

بائبل کی بابت اہل بائبل کی خوش اعتقادی کیا تھی؟ اور اس کا نتیجہ کیوں خلاف امید پیدا ہوا؟ مسیحیوں میں بائبل کی بابت ایک عقیدہ یہ پیدا ہوا تھا کہ بائبل ایسے بزرگوں کے وسیلے سے بنی آدم کو دی گئی جو بائبل لکھنے میں خدا کے ہاتھ میں مثل ایک قلم کے تھے۔ جو بغیر لکھنے والے کے حرکت کر ہی نہیں سکتی ہے۔ ان کے قوائے عقل و ذہن و اخلاقی کام میں آئے ہی نہیں۔ خدا بائبل کی عبارتیں لکھواتا گیا۔ اور وہ بائبل کے مصنف سمجھے گئے۔ بائبل کے الفاظ اور جملہ اور عبارات کی ترتیب سب الٰہی ہے۔

علاوہ ازیں بائبل کی بابت یہ بھی اعتقاد کیا گیا کہ جو مطالب بائبل میں آئے ہیں۔ وہ بنی آدم کے کبھی خواب و خیال میں نہیں گذرے۔ وہ سچائی جو بائبل کے اوراق کی زینت ہے کسی بشر کو نہیں ملی غیر مسیحی اقوام کے مذاہب و عقیدے ایک سرے سے کذب و بطالت کا مجموعہ ہیں اور مذہبی طور سے وہ جھوٹ و فریب کے اظہار ہیں۔

اس کے ماسوا بائبل کی بابت یہ بھی یقین کیا گیا کہ وہ ایسی ادق اور مشکل کتاب ہو کہ اسے سوا پوپ کے کوئی سمجھ نہیں سکتا ہے۔ لہذا ایک زمانہ تک بائبل عوام الناس کے حیطۂ تجربہ سے خارج رکھی گئی۔ اور کلیسیا روم میں وہ آج تک عوام کو دی نہیں جاتی ہے۔ وغیرہ

اس خوش فہمی میں ایک اور کوڑھ میں کھاج پیدا ہو گئی وہ عقاید بالا سے اتفاق کرنے کا جبر تھا۔ جو شخص ان عقاید سے منکر ہوتا تھا اسے حتی المقدور ایذا دیجاتی تھی۔ اس سے نرمی ملایمت کے تمام سلوک موقوف کر دیئے جاتے تھے حتی کہ عقاید مذکور کے منکرین کو موت تک کی سزا دیجاتی تھی

کلیسیا کے اس طرز عمل نے آخرکار ایسے بد اعتقاد پیدا کر دیئے جنہوں نے اپنی بد اعتقادی سے بائبل کی جائز عزت و حرمت کا جوا بھی اتار ڈالا بائبل کی مخالفت و تکذیب میں لکھ لکھ کر اسے عام انسانوں کی قابل قدر تحریرات کے مرتبہ کی کتاب قرار دینا بھی باعث فخر خیال کیا۔ بد اعتقادی نے کلیسیا میں تشدد یا جبر و قہر کی وہی قدرت حاصل کر لی تھی۔ جو کسی وقت خوش اعتقادی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ خود بد اعتقاد مسیحی خوش اعتقاد مسیحیوں پر تشدد کے حملے کرنے کو تیار ہو گئے۔

پس ہم ہندی نو مسیحی بائبل کی بابت دو انتہائی عقاید کلیسیا میں اسی دنیا میں پاتے ہیں۔ ایک طرف بائبل کی خوش اعتقادی کے لباس میں نہایت فاسد و باطل عقاید کا اضافہ۔ اور دوسری طرف بد اعتقادی کی صورت میں بائبل کے جائز حقوق سے کفر اور اس کی مناسب عزت و حرمت سے بالکلیہ انکار۔

جب ہم بائبل کی خوش اعتقادی اور بد اعتقادی کی بلاؤں کو جمع کرکے دیکھتے ہیں اور جب غیر مسیحی دنیا کی بائبل سے سرکشی کو سوچتے ہیں تو لاریب ہم ایک ہزار مسیحیوں میں سے فرد واحد کو بھی غیر مسیحی دنیا کے روبرو بائبل سنانے پر آمادہ نہیں پا سکتے۔ ہماری مذہبی ہمت پست ہو جاتی ہے۔ ہمارے مذہبی جذبات ہمارے سینوں میں پیدا ہو ہو کر ناپید ہو جاتے ہیں ہم میں بائبل کی عزت و حرمت نہیں رہتی۔ ہم ہی میں بائبل کی تلاوت و تفہیم کی طلب مٹ جاتی ہے۔ ہم ہی میں بائبل اور اس کی تعلیم اور اس کے مذہب کی عزت و پیروی کے خیالات پیدا نہیں ہو سکتے۔ ہمارے لئے بائبل اور اسکا مذہب قالب بے جان بنجاتا ہے۔ ہم پرانے اعتقاد کے لوگوں کو احمق و بے وقوف اور نئے اعتقاد کے لوگوں کو لامذہب سمجھنے لگتے ہیں۔ ہم بائبل اور مسیحیت کے لئے کچھ کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ غیر مسیحی دنیا کے پاس بہت کچھ ہے۔ اس کے لئے بائبل اور مسیحیت کی اشاعت کی ضرورت نہیں ہے۔

خوش اعتقادی اور بد اعتقادی کے نتائج کے ساتھ جو قدر و منزلت ہمارے دلوں میں اُن کی رہ جاتی ہے۔ جو پادری اور پاسٹر کہلاتے ہیں وہ بیان کی محتاج نہیں ہے۔ غرضیکہ بائبل کی خوش اعتقادیاں اور بد اعتقادیاں ہر دو بائبل اور اسکے مذہب کی بربادی کا باعث ہیں۔



پس ہم کہتے ہیں کہ سچی اور حقیقی بائبل نہ تو خوش اعتقاد مسیحیوں کی بائبل ہے اور نہ بد اعتقاد مسیحیوں کی بائبل ہے۔ نہ بائبل وہ ہے جو غیر مسیحیوں نے سمجھی ہے۔ درحقیقت بائبل آجتک ایک معمہ اور سربستہ راز ہے۔ دنیا میں اب تک اس کی قدر و منزلت اس لئے نہیں ہے کہ وہ سمجھی جا چکی ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ بنی آدم کے سمجھنے کے لائق ہے۔ دنیا کو اس میں کوئی ایسی حقیقت محسوس ہوتی ہے جو اہل دنیا کی مذہبی ضرورت و کمی کا جواب ہے مگر وہ اب تک فہم میں نہیں آئی۔ اگر آئی ہے تو ادھوری اور ناتمام آئی ہے۔ تمام پڑھی لکھی دنیا بائبل کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے درپے ہے اور ہم بھی بائبل کی بابت اپنی معلومات چھپانا نہیں چاہتے۔ جو کچھ ہمارے فہم و ادراک میں بائبل کی بابت آیا ہے اور آئندہ آئیگا بحکایت ناظرین کرنے کو تیار ہیں۔

متھرا۔ پادری غلام مسیح لوہ پالہ

مسئلہ تثلیث

پر مخالفین کے اعتراضات اور اُن کے جوابات

اعتراض۔ تثلیث فی التوحید کے مسئلہ میں یا تو تثلیث اور وحدت دونوں اعتباری ہونگے یا تثلیث حقیقی اور وحدت اعتباری۔ یا تثلیث اعتباری اور وحدت حقیقی۔ یا تثلیث اور وحدت دونوں حقیقی۔ شق اول و ثالث تو باطل ہے۔ کیونکہ تین وجود علیحدہ علیحدہ اور اُن میں سے دو کا مرئی اور کثیف ہونا ثابت ہے۔ شق ثانی بھی باطل ہے۔ یعنی تثلیث حقیقی اور وحدت اعتباری۔ کیونکہ مرکب حقیقی اور اعتباری سے اعتباری ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر عیسائی لوگ خداوند کریم کی وحدت اعتباری مان لیں تو اُنہی وحدت اور اعداد میں بھی پائی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تثلیث کا تو اعتقاد ہے اور تربیع و تخمیس اور تسدیس و تسبیع وغیرہ کا انکار۔ اور شق رابع بھی باطل ہے۔ کیونکہ کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی کا ایک جا پر مجتمع ہونا محال ہے۔

اُجیب۔ یہ اعتراض بھی اسی نہج کے اغالیط پر مبنی ہے۔ جن کا ذکر گزر چکا۔ یعنی اس میں بھی ذات الوہیم تعالیٰ کو مرکب مظنون کیا گیا ہے۔ اور تثلیث و توحید کو اُس کے اجزا۔ جیسا کہ معترض کے الفاظ "مرکب" اور "مجتمع" وغیرہ سے مستشرق ہے۔ حالانکہ توحید و تثلیث اعتبارات ہیں۔ اُن کو قابلیت جزو ہونے کی نہیں ہے۔ پھر ان کی حقیقت و اعتبار پر ترکیب کا اطلاق کسی صاحب علم سے عجیب ہے۔ اس زعم کا ابطال کہ تین اقانیم کے علیحدہ علیحدہ وجود ہیں اور دو مرئی اور کثیف ہیں۔ جواب گذشتہ میں ہو چکا۔ اعادہ لاطائل ہے۔ شق ثالث میں جو نظر کی گئی ہے کہ ایسی وحدت اور اعداد میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بزعم معترض اتصاف واجب تعالیٰ کا توحید یا تثلیث سے باعتبار عدد کے ہے۔ اور حق یہ ہے کہ ذات الوہیم تعالیٰ کمات و کمیات سے پاک ہے اس کی وحدت اور کثرت من حیث ہو ہو ہے نہ باعتبار عدد کے نہ وہ واحد ہے نہ کثیر۔ جیسے کہ اُس کی ذات مکان و زمان میں محدود نہیں۔ یعنی بے حد ہے۔ ایسا ہی اعداد سے معدود نہیں۔ بلکہ بے عد ہے ہمارے مخالفین جو ذات واجب تعالیٰ کو بہ اعتبار عدد کے متصف بواحد کرتے ہیں۔ فی الحقیقت اس میں یعنی وحدت عددی میں اس ذات لا محدود کی تقیید کر کے اسے ناقص ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اگر واجب تعالیٰ واحد فی العدد ہو یعنی باعتبار عدد کے متصف بواحد ہو تو اُس کا یہ وصف مستلزم تبعیض و نقصان کا ہوگا۔ کیونکہ فرد واحد عدد کے بعض کو کہتے ہیں۔ اور کمال عدد کا یہی ہے کہ سب انواع عدد کو عام ہو پس واحد عدد کا بعض ہوا۔ اور بمقابلہ کلیت بعضیت کا نقصان مستغنی عن البیان ہے۔

بناءً علیہ معترض نے الوہیم قدوس کو حقیقی یا اعتباری وحدت و کثرت سے مرکب فرض کرنے میں سخت بھول کی۔ ہم الوہیم تعالیٰ کو بہ اعتبار ذات کے واحد مانتے ہیں۔ اور اس واحد ذات میں باعتبار اقانیم کے تثلیث کے قائل ہیں۔ اس پر کثرت حقیقی و وحدت حقیقی کے اجتماع کا استحالہ اس حال میں لازم آتا۔ اگر ہم اسی اعتبار سے اُسے واحد کہتے جس اعتبار سے کہ اُس کی کثرت کے قائل ہیں۔ پر کوئی مسیحی اقانیم ثلاثہ یعنی باپ بیٹا اور روح القدس کو واحد اقنوم نہیں کہیگا۔ اور نہ ہی ذات واحد کو ذوات ثلاثہ کہیگا۔ سو الوہیم تعالیٰ من حیث الذات واحد ہے۔ اور من حیث الاقانیم ثالوث۔ اور چونکہ آپ میں تغایر حیثیات متحقق ہے۔ اس لئے ثلثۃ الاحد یا ثالوث فی الواحد میں نہ تضاد حقیقی کو راہ ہے۔ نہ تضاد مشہوری کو دخل۔ راقم۔ عبد الحق۔

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودہیانہ

قائم شدہ سنہ ۱۸۹۰ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ۔

صنعتی کارخانجات - یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۷ء سے مڈل اسکول کی تین جماعتیں ایک اور ولایتی لیڈی کی نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو رہا ہے۔ شرح خرچ معہ فیس طالب علم ماہوار ایک طالب علم سے دو روپیہ ۳ روپیہ تک وصول اور کتب خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر گرسی میز الماری وغیرہ وغیرہ ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں رنگسازی کا کام بھی ہوتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

برنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس اور خوشنما و فراخ تعلیم کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور ہاسٹلوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید اس سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

المشتہر پرنسپل برنگ ہائی سکول
بٹالہ - ضلع گورداسپور۔

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب

چندہ سالانہ ۱ روپیہ یا زیادہ ۲ چالیس ٹکٹ بھیج کر نمونہ طلب کر سکتے ہیں ترجمہ انگلش کا اعلیٰ درجہ۔ المشتہر پادری ای ایم ویری ڈی ڈی منیجر لودہیانہ پنجاب

کرسچن بک سٹور لودہیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو اور پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلجس بک سوسائٹی اور کرسچن ویڈ فارن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئی ہیں فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجو۔ منیجر پادری ای ایم ویری صاحب لودہیانہ۔ پنجاب

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ماہوار کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن ایڈیٹر کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ بحساب ۲ روپیہ خریداران ۱۲ آنہ سے لیکر عام ۳ روپیہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد یوپی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت رسالہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک	عہ
ہندوستان و پنجاب سے " " "	ے
غیر ممالک سے معہ محصول	ے ۱۳ ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ہر	ے	ریعہ
چوتھائی کالم	ے	ریعہ	عہ
نصف کالم	ریعہ	عہ	دیعہ
پورا کالم	عہ	دیعہ	صہ
پورا صفحہ	صہ	دیعہ	اصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ - نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

تمام ضروریات زندگی

کابل و کشمیر کی پیداوار اور میوہ جات پنساری مفرد و مرکب زعفران کستوری مربہ جات شہد عطر تیل چلیں گھیاں ہینگ پاپڑ وڑیاں سامان سوداگری منیاری سامان سٹیشنری سامان مستورات زیورات پارچات اسباب چرمہ بوٹ گرگابی وغیرہ پشاوری ٹوپی کلاہ ٹوپی۔ سامان تمباکو متعلقہ زمین زرکمان زعفران۔ صوبی۔ حمام وغیرہ۔

بھگوانس عرق عشبہ مرکب

مصفی خون خارش پھوڑہ پھنسی آتشک ناسور گٹھیا برص سفید سیاہ داغ اور دیگر جلدی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے قیمت فی بوتل عہ فہرست مفصل درخواست پر مفت مل سکتی ہے نوٹ مفصلہ ذیل شہروں سے ہمارے ایجنٹوں سے خرید سکتے ہیں بنوں کوہاٹ ڈیرہ غازیخان ایبٹ آباد حضرو حسن ابدال کیمبلپور گوجرخان جہلم گجرات بھیرہ خوشاب جنڈ ولہ تلہ گنگ فتح جنگ چکوال تلہ گنگ پنڈی گھیب۔ نارووال مردان میانوالی وغیرہ وغیرہ

المشتہر۔ ہر بھگوان پنساری شہر راولپنڈی

ضرورت عہ ۳/۴

دھاریوال کارخانہ کے ہسپتال کے واسطے (۱) ایک مسیحی پاس شدہ سب اسسٹنٹ سرجن (۲) تین مسیحی کمپونڈر - اگر ڈریسنگ بھی جانتے ہوں تو بہتر (۳) ایک ڈسپنسر مسیحی (۴) دو مسیحی وارڈ کلی نیز دو مسیحی عورتیں گھر میں کھانا پکانے کے واسطے درکار ہیں۔ درخواستیں معہ اسناد ذیل کے پتہ پر روانہ کرنی چاہئیں۔ ڈاکٹر ای۔ ایس اسکاٹ میڈیکل افسر کارخانہ دھاریوال (پنجاب)

فقط یہ خدا کے بیٹے کو نہیں چومتے زبور ۲: ۱۲
فقط یہ سارے نیک کاموں کو نہیں کرتا ہے حزقیل ۱۸: ۱۱
فقط یہ ہیرودیس کو روحانی انجیل چارہ نہیں دیتے ہیں بلکہ بیرحمی سے حکومت کرتے ہیں حزقیل ۳۴: ۴ - ۲۳: ۸

پادری ای ایم ویری ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودہیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا۔